نگاہ اولین

مدیر کے قلم سے

معرکۂ کرگل کی داستان عروج وزوال

مجاہدین آزادی کشمیر نے گزشتہ مہینوں میں دراس, کرگل, بٹالک اور شیوک سیکٹر میں جس عزم وہمت اور جانفروشی سے دور جدید کے ترقی یافتہ اسلحوں سے لیس دنیا کی چوتھی بڑی آرمی اور پانچویں بڑی فضائیہ والے انڈین سورماؤں کو ناک چنے چبوائے وہ تاریخ کی ایک عظیم داستان ہے۔ بقول خود انڈیا کے چار پانچ سو کی تعداد پر مشتمل اللہ کے ان شیروں نے (جن کا عزم ہمالیہ سے بھی بلند تھا عملاً ہمالیہ ہی کے اوپر بسیرا کیے ہوئے تھے شاہینوں کی طرح انڈیا کے لگ بھگ پچاس ہزار گدوں پر جھپٹتے رہے ان کی لاشوں سے آج بھی یہ وادیاں اور گھاٹیاں اٹی پڑی ہیں) ایسی مؤمنانہ شان کیساتھ یہ جنگ لڑی کہ دنیا ششدر رہ گئی اور ایک ارب آبادی والا ملک ہندوستان حواس باختہ ہو گیا۔ بدر وحنین کی یاد تازہ ہو گئی اور حقیقت میں

"فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی"

کا عملی نمونہ پیش ہوتا رہا۔

اس رزم گاہ حق وباطل کے تقریباً سبھی علاقے شمالی علاقہ جات خاص کر بلتستان کے جنوب میں واقع ہیں۔ جو سرینگر کے شمال میں دراس سے بٹالک تک تقریباً دو سو کلو میٹر تک پھیلے ہوئے ہیں۔ لداخ کے دارالحکومت لیہ اور دنیا کے بلند ترین محاذ جنگ سیاچن کو جانے والا شاہراہ بھی نام نہاد کنٹرول لائن کے متوازی چلتا ہے۔ اسی روڈ کے آس پاس مقبوضہ علاقے کے اندر چار ہزار سے سولہ ہزار فٹ بلند, عسکری اعتبار سے اہم ترین چوٹیوں پر مجاہدین قابض تھے۔ جو ان علاقوں میں دشوار ترین اور سرد ترین چوٹیاں تصور کی جاتی ہیں۔ ان کی دشواری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بھارتی فوج اپنی تمام تر بندوبست اور تسہیلات کے باوجود وہاں ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ اور نیچے محفوظ مقامات پر اتر آئی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ان پراسرار بندوں کا مقام ہی کچھ اور ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

دشمن کے بنائے ہوئے بنکروں میں پناہ لئے انہی کا راشن کھاتے اور انہی کے اسلحے استعمال کرتے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دور سے دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہونے والے یہ ہیبت ناک پہاڑ ان کے غیر متزلزل ایمان اور ایقان کی بدولت سرنگوں تھے۔

یہ علاقے "طور تک "سیکٹر کے علاوہ تقریباً دو سو کلو میٹر کے رقبے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جنگ کرگل, دراس و بٹالک کی مناسبت سے پوری دنیا میں قضیہء کشمیر کی سنگینی و شہرت ایک بار پھر اوج ثریا کو چھو رہی تھی۔ اور ضخامت میں بہت بڑا ملک بھارت اپنی تباہی و بربادی اور شکست و ریخت انہی وادیوں اور گھاٹیوں میں دیکھ رہا تھا۔

کرگل دریائے سندھ کے دہانے پر واقع ضلع کرگل کا صدر مقام ہے۔ یہاں سے مغرب کی سمت کوئی پچاس ساٹھ کلو میٹر مشرق میں دراس واقع ہے۔ اور یہ وہی وادی ہے جس کا سر از وجیلہ پاس سے جا ملتا ہے جہاں سے کشمیر شروع ہوتا ہے نیز ڈوگرہ شاہی دور میں کشمیر جانے کا بھی یہی واحد راستہ تھا اب پکی سڑک بن گئی ہے۔ کرگل کے شمال میں دریائے سندھ پاکستان کے علاقے بلتستان میں گرتا ہے۔ اسی دریائے سندھ کے متوازی کرگل کے مشرقی جانب کوئی پچاس کلو میٹر کوھستانی اور پر پیچ پہاڑی سلسلے کو بٹالک کہا جاتا ہے۔ یہ نام دراصل اس ایرئے میں واقع بدھست گاؤں "بٹلک" کی مناسبت سے ہے اور وہاں سے لیہہ لداخ کو راستہ جاتا ہے جو کرگل سے کوئی دو سو دس کلو میٹر کے فاصلے پر مشرق میں واقع ہے۔ لداخ کے صدر مقام لیہہ کے سطح مرتفع کا یہ عالم ہے کہ بٹالک اور لیہہ کے درمیان ایک ایسا درہ بھی آتا ہے جس کو کراس کرنے کیلئے گاڑیوں کو تقریباً اسی 80 قینچی نما موڑ کاٹنے پڑتے ہیں۔

بٹالک سیکٹر میں مجاہدین کا دوسرا محاذ دریائے شیوک کے پاس سے چھور بٹ لا کے راستے مقبوضہ علاقے میں واقع ہے۔ یہ بدھست گاؤں "ھنو" اور "لالوں سلمو" سے گزر کر "داہ گارکونی" نامی آبادی سے متصل علاقے میں ہے جو بیک وقت بٹالک اور لیہہ سے کوئی چالیس کلو میٹر پیچھے سیاچن جانے والے سڑک کو کنٹرول کرتا ہے۔ سیاچن کا روڈ کچھ عرصہ یہیں سے بلاک کیا ہوا تھا اور وہاں پر تعینات بھارت کی پینتیس ہزار فوج موت و حیات کی کشمکش میں رہی تھی۔ سیاچن جانے والا راستہ لیہہ کے شمال مشرق کی جانب آگے سے درہ "کھر دونگ لا" کراس کرتا ہے۔ پہلے یہ درہ سال میں چھ مہینہ بند رہتا تھا۔ سیاچن کا محاذ کھلنے کے بعد سے سال بھر کھلا رکھنے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اس طرح کافی دروں اور گھاٹیوں کو عبور کرنے کے بعد سڑک نیچے وادی "نوبراہ" میں داخل ہوتا ہے جہاں دریائے شیوک بہتا ہے۔ اور یہاں دریائے شیوک اور "یرما" ویلی کے سنگم پر "پانامیک" نامی گاؤں واقع ہے جو تقسیم سے قبل میٹھا سوڈا سپلائی کرنے کا مرکز تھا۔ یہ عموماً پورے تبت, لداخ اور بلتستان کے بنیادی غذائی جز سبز چائے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں سے مشرق کی جانب سے دریائے شیوک "نوبراہ" وادی میں بہتا ہے اس کے منبع جھیل "خمران" سے قریب آباد "شایوق" نامی گاؤں کی مناسبت سے بگاڑ کر "شیوک" کہا جاتا ہے۔ پنامیک سے متصل شمال کی جانب سے دریائے یرما اور دریائے سیاچن مل کر دریائے شیوک میں گرتے ہیں۔

"یرما" وہ مشہور وادی ہے کہ تقسیم پاک و ہند تک پورے تبت کلاں کو مشرقی ترکستان سے ملانے کا راستہ یہیں سے گزرتا تھا اور آگے درہ "کھر اکرام" کو پار کرکے "خوتن' یار قند" وغیرہ جو چین کے سینکیانگ صوبے میں واقع ہے' مسافروں کی پہلی منزل ہوا کرتی تھی۔

"کھرا" کرام" ان دونوں الفاظ کے معانی بلتی زبان میں چینی اور گڑ ہیں اور اس درے کو چینی اور گڑ کے نام سے جو مناسبت ہے اس میں دو باتیں مشہور ہیں ایک تو اسی راستے سے پرانے وقتوں میں چینی اور گڑ درآمد کیئے جاتے تھے۔ دوسرا یہ ہے کہ انہی پہاڑوں سے بہنے والا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے اس لئے درے کو کھرا کرام کہا گیا۔ اسی مناسبت سے اس پہاڑی سلسلے کو قراقرم کہا جاتا ہے۔ جو کھرا کرام کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔

اسی یرماویلی سے بجانب مشرق وادی "سیاچن" واقع ہے جسکا معنی بلتی زبان میں "بکثرت جنگلی گلاب والا" ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانے میں یہ پورا خطہ جھیل خمدان تک جو دریائے شیوک کے آس پاس ہے بلتیوں کا علاقہ تصور ہوتا تھا۔ اسی وادی یرما، سکورو، تیورڑے اور چولونگ نالہ کے ذریعے بھارت نے سیاچن کے برفانی علاقے پر 1984ء میں قبضہ کیا تھا۔

وادی "نوبراہ" میں اکثر بدھ مذھب کے لوگ آباد ہیں البتہ بعض علاقوں میں مسلم آبادی بھی پائی جاتی ہے۔ 1971ء تک کے بونڈری لائن سے متصل ایک گاؤں "بیوقدانگ" کی پوری آبادی مسلمان ہے۔ نوبراہ ڈسٹرک کا ہیڈ کوارٹر ڈیسٹرکٹ قصبے میں واقع ہے اور یہیں نوبراہ کے "ملالینی تھنگ" میں بھارتی فضائیہ کا ہوائی اڈہ بھی ہے۔ اسی باونڈری سے دریائے شیوک کے آس پاس سو فیصد مسلم آبادی والے تیس میل لمبے علاقے پر 1971ء میں انڈیا نے ان دنوں قبضہ کیا تھا جب ڈھاکہ میں ہتھیار ڈالنے کا دلخراش ڈرامہ رچایا جارہا تھا۔ جس میں چار گاؤں چولونکھا، ٹیاقسی، تھنگ اور مشہور محاذ جنگ "طورتک" سیکٹر شامل ہیں۔ ان علاقوں کے مہاجرین بلتستان کے مختلف علاقوں خاص کر سکردو میں پناہ گزین ہیں جنہیں گورنمنٹ کی طرف سے آزاد کشمیر میں آباد مہاجرین کے حقوق کا عشر عشیر بھی میسر نہیں۔ حکومت پاکستان کو ان کی حالت زار پر نوٹس لینا چاہیے۔

ان ہی مقبوضہ علاقوں سے متعلق ذوالفقار علی بھٹو نے شملہ معاہدہ کے بعد یہ کہا تھا "یہ سب پہاڑی علاقہ ہے اس لئے انڈیا کو دینے میں کوئی حرج نہیں"۔ بعد میں دنیا نے دیکھ لیا کہ انہی علاقوں کے متوازی شمال میں سیاچن گلیشئر پر 1984ء میں ہندوستانی فوج قابض ہوگئی۔ اس زمانے میں جرنل ضیاء الحق مرحوم نے اگرچہ دشمن کی مزید پیش قدمی روکنے کیلئے قابل ستائش بندوبست تو کرلیا ساتھ یہ بھی کہا کہ وہاں پر گھاس بھی نہیں اگتی۔ اب حالات وواقعات نے ثابت کردکھایا کہ یہی ننگ دھڑنگ پہاڑ اور وادیاں آزادی کشمیر کے لیے مہمیز کا رول ادا کرسکتی ہیں۔ جبکہ بھارت نے کشمیر تالداخ روڈ کے تحفظ کی خاطر 1965ء سے تاحال کرگل، دراس، نوبراہ، بشمول سیاچن گلیشیئر کئی اہم جگہوں پر قبضہ کرلیا اور اس بارے میں کسی سیز فائر لائن یا کنٹرول لائن کا پاس نہیں کیا۔ کسی مغربی یا یورپی ملک نے مگرمچھ کے آنسو بھی نہیں بہائے۔ نہ ہماری حکومتوں نے عالمی ضمیر کو جھنجوڑنے کی کوشش کی۔ مگر پاک فوج اور مجاہدین آزادی کشمیر نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے ان پر پیچ اور مشکل ترین پہاڑوں سے ہندوستانی سورماؤں کو للکارا۔ بمصداق ﴿ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ﴾ فتح و کامرانی کے ایسے ایسے جوہر دکھائے جو قرون اولیٰ کی یاد تازہ کراتے ہیں۔ اور ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیے جنہیں سن کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

جب کرگل اور بٹالک کی گھاٹیوں اور وادیوں میں انڈین سورماؤں کی بے گور وکفن لاشیں بکھرنے لگیں اور گدوں چیلوں ودیگر حشرات الارض کے لیے خوان یغما بننے لگیں تو پورے بھارت میں صف ماتم بچھ گئی۔اس گریہ وزاری میں مغربی ملکوں خاص کر امریکہ نے نوحہ خوانی شروع کی۔ چابکیائی سیاست رچانے والے سادھو واجپائی نے جی ایٹ ممالک اور امریکہ کے پاؤں چاٹے تو دیکھتے ہی دیکھتے جیتی ہوئی جنگ سیاست کی میز پر ہارنے کی نوبت آنے لگی۔ادھر ہماری حکومت نے بھی امریکہ ہی کو اپنا قبلہ بنا کے از خود چل کر کیس کلنٹن کی جھولی میں ڈال دی اور ایک موہوم سی آس لے کر واپس آگئی☆۔ مگر امریکہ تو دشمن کا ظاہری باطنی سرپرست تھا۔

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کمبخت تیرا چاہنے والا نکلا

دوسری جانب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کو کرکٹ, فلم, ویڈیو اور ڈش نے ملکی سالمیت اور حب الوطنی کے تقاضوں سے غافل رکھا ہوا تھا۔عالم کفر کے دباؤ کے مقابلے میں اندرون ملک بصیرت بھی ناپید تھی۔ چنانچہ "شمشیر وسناں اول طاؤس ورباب آخر" کے مطابق ہماری حکومت نے مجاہدین سے منتشر ہونے کی اپیل کر دی جو کسی منطقی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے مناسب نہیں تھا۔ان کی وہاں سے واپسی ہرگز نہیں ہونی چاہیے تھی۔ کیونکہ ایسا سنہری موقع پھر آسانی سے مجاہدین کے ہاتھ نہیں آئے گا۔ بھارت ایک مرتبہ اپنی غفلت کے باعث اتنا بھاری نقصان اٹھا چکا ہے اس لئے آئندہ سخت احتیاطی تدابیر اختیار کرے گا۔اس لئے وہاں سے پسپائی یا واپسی کے بارے میں سوچنا بھی غلط تھا۔اگر ہم کچھ عرصہ مزید کرگل روڈ اور اہم چوٹیوں پر قابض رہتے تو سردیوں کی آمد کے ساتھ بھارتی فوج کیلئے وہاں رہنا ممکن نہ ہوتا اور سیاچن ولداخ کے لئے کوئی رسد نہ پہنچتا جہاں دشمن کی فوج سیاچن کے علاوہ چائنہ کے بارڈر پر بھی بھاری تعداد میں تعینات ہے۔ان کے حالات بھی کرگل وبٹالک میں متعین سورماؤں سے مختلف نہ ہوتے۔اب ہماری واپسی کا خمیازہ دراس سے ٹیاقسی تک کی مسلم آبادی بھگت رہی ہے اور وہ طرح طرح کے مظالم سہ رہے ہیں۔

بہر حال معرکہ کرگل بظاہر اس صدی کا آخری موقع تھا۔ایسا موقع شاید کہ کبھی نصیب ہو, پھر بھی اللہ تعالیٰ سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔﴿والذین جاھدوا فینا لنھد ینھم سبلنا﴾ کے مصداق اور بھی مواقع عطا فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

اب انڈیا انتہائی ڈھٹائی سے مجاہدین کی واپسی کو پسپائی سے تعبیر کر رہا ہے اور کامیابی کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے ذلیل و خوار ہو کر بھی جشن فتح منا رہا ہے۔شامت اعمال ما صورت نادر گرفت۔﴿فاعتبروا یااولی الابصار﴾

☆ اسی کو کہتے ہیں" ابر کو دیکھ کر گھڑے پھوڑنا"۔